



مکتبہ کا پتہ: مینجیہ مسلم الہیہی الشن بکسٹریو۔ پیکٹواری شریف۔ (پٹنہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غلامی اور اسلام

عیسائی کہتے ہیں کہ اسلام نے غلامی کے جواز سے ایک کثیر
تعداد نفوس کو آزادانہ زندگی سے محروم رکھا جس سے اُنکے
حقول پائمال ہوئے۔ لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے کہ مذہب
عیسوی کے ماننے والے کب سے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے
دیکھنے لگے ہیں۔ پندرہویں صدی تک عیسائی دنیا میں
غلامی جائز تھی اور غلاموں کے لئے اس مذہب کے لوگ
نہایت سخت تھے۔ آرمین (غلاموں) کی تجارت مانڈیکٹر
بکریوں کے ہوا کرتی تھی۔ کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت

ان غریبوں کی کیا حالت تھی اور ان کو کس طرح تکلیفیں پہنچاتی
 تھیں۔ صرف اتنا کہنا کافی ہو گا کہ ان کے ساتھ جانوروں
 کی طرح سلوک کیا جاتا تھا۔ عیسائی مدعی ہیں کہ ان کے مذہب
 نے رسم غلامی کو بند کیا اور مساوات کی تعلیم دی۔ میری سمجھ
 میں نہیں آتا کہ ان کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہو مگر اتنا ضرور
 کہوں گا کہ موجودہ انجیل میں رسم غلامی کے متعلق ایک جملہ بھی
 نہیں ملیگا۔ ثوریت میں اکثر جگہ غلامی کا تذکرہ ہے لیکن
 اس رواج کے مٹانے کے متعلق نہیں بلکہ غلاموں کو تنبیہ
 دی گئی ہے کہ تم کو مالکوں سے کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے
 سرسید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعض خیال نے ثابت
 کیا ہے کہ قرآن پاک نے غلامی کو بالکل بند کر دیا ہے مگر جمہور علماء کا
 یہ خیال نہیں ہے۔ میں اس پر بحث کرنا نہیں چاہتا بلکہ اس مختصر
 مضبوط میں صرف یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے غلاموں

کے ساتھ کس طرح سلوک کرنے کی تاکید کی ہو اور اُن کو کس طرح
مساوی حقوق دیئے ہیں۔ چ

اسلام نے غلاموں کو ہر قسم کی آزادی دی، اسلام
کبھی اس گروہ کی ترقی کی راہ میں مانع نہیں ہوا، اسلام کی
نظر میں ایک غلام کی وہی عزت ہو جو ایک آزاد انسان کی،
خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا دروازہ لوگوں پر یکساں
کھول دیا ہو۔ اب ہر شخص کے اختیار میں ہو کہ اپنی قابلیت کے
مطابق ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائے۔ اسلام کا قانون ہو کہ
کل بنی آدم خواہ آقا ہوں یا غلام سب برابر ہیں اور دربار خداوند
میں ایک آقا اور ایک غلام میں کوئی فرق نہیں ہو۔ ہاں۔ اگر
کسی کو کسی پر فوقیت ہو تو وہ اور کسی سبب سے نہیں بلکہ تقویٰ
اور صرف تقویٰ کے سبب۔ قیامت کے دن آقا اور غلام
دونوں ایک ہی صف میں درست بستہ کھڑے ہوں گے۔

وہاں نہ آقا دیکھا جائیگا نہ غلام۔ بلکہ بعض حالتوں میں غلام کا
 وجہ آقا سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جس طرح ایک آقا پر نماز روزہ
 وغیرہ فرض ہو اسی طرح غلام پر بھی۔ امیر کے لئے اسکی امارت
 کی وجہ سے کسی ارکان میں کی نہیں کی گئی۔ مسلمان غلاموں اور
 لونڈیوں کے ساتھ اولاد کی طرح سلوک کرتے تھے۔ یہاں آزادی
 اور مساوات کے فرضی افسانے نہ تھے بلکہ حقیقی معنوں میں آقا
 اور غلام میں ہمسر می اور مساوات تھی۔ ایک اونٹ پر آدھا
 رستہ اگر آقا چلتا ہو تو آدھا رستہ غلام۔

جسوقت عیسائی دنیا میں ان انسانوں کو انسان تصور
 نہیں کیا جاتا تھا اور ان کی کوئی ہستی خیال میں نہ لائی جاتی تھی
 اسوقت روحی فدائہ جناب شافع علیہ السلام نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ
 اخْوَةٌ۔ کا اعلان کر کے غلاموں کی حالت بدلنی شروع کر دی
 طرح طرح کے طریقے ان کے آزاد کرنے کے لئے نکالے گئے بشلاً

کسی نے قسم کھائی اس کے کفارہ میں غلام آزاد کئے، کسی نے قصہ روزہ توڑ دیا تو اس کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا پڑا۔ ماسوا اسکے غلام کا آزاد کر دینا بہت بڑا کار ثواب اور پسندیدہ تو رع قرار دیا گیا۔ شادی بیاہ یا کسی اجتماعی تعلقات میں یہ آزاد شدہ غلام اگر عزت کی زندگی بسر کرتے اور ان میں تقویٰ ہوتا تو اسلام کے قانون کے مطابق نہ تو یہ خود اور نہ انکی نسل کبھی ذلیل سمجھی جاتی۔ بلکہ ان کی عزت اسی طرح کیجاتی جس طرح اعلیٰ خاندان کے لوگوں کی کیجاتی ہو۔ ان کو شادی بیاہ میں کبھی کسی قسم کی حق نہوتی۔ اگر ان میں تقویٰ ہوتا تو اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان میں انکی شادی ہوتی اور اس میں کبھی کسی مسلمان کو عذر نہ ہوتا۔

ہمارے آقا نے حکم دیا جو تم کھاتے ہو وہ ان کو بھی کھلاؤ۔ جیسا تم پہنتے ہو ویسا ہی انھیں بھی پہناؤ، اگر وہ کوئی قصہ

کریں تو معاف کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور انھیں ایذا
 نہیں دینی چاہئے۔ یاد رکھو کہ تم سب بھائی بھائی ہو تم سب
 مساوی ہو یہ اعلان اسوقت کا ہے جب مغرب والوں کو ان
 باتوں کا خیال بھی نہ تھا۔ *

جب پاک اسلام نے ایک غلام کی اس طرح حفاظت کی ہو
 اور جب اسکے لئے اس قسم کے مساوی حقوق دیے ہوں تو ہر شخص
 جس کو کچھ بھی عقل ہو سمجھ سکتا ہو کہ وہ موجودہ مفہوم غلامی کا لحاظ
 کرتے ہوئے ہرگز غلام نہیں ہو سکتا۔ *

جین ایک واقعہ سا توین صدی عیسوی کے آغاز کا پیش کرتا
 ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ آزادی کی بنیاد پہلے کس نے ڈالی
 ہم اے آقاؐ نے ماہار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 خلعت رسالت سے ملبوس ہونے کے قبل اپنی بی بی جناب خدیجہ الکبریٰ
 رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا۔ *

شاید دنیا کی تاریخ میں یہ سب سے پہلا واقعہ تھا کہ ایک غلام اس
 فیاضی کے ساتھ بغیر تحریر اور بغیر فدیہ کے آزاد کیا گیا۔ ہمارے
 آقا کا مقصد یہ تھا کہ دنیا مجبور انسانوں کو مخلصی دینے کا ایک
 درس حاصل کرے اور عالم میں اس بہترین کاریگر کی ایک نئی سنت
 کا آغاز ہو۔ ❦

حارشہ فدیہ لیکر اپنے بیٹے کا معاوضہ دینے آئے تھے مگر بیان
 کی عنایتوں کا کچھ اور ہی رنگ دیکھا اور اس خلق مجسم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی کرم فرمایوں نے آزاد شدہ نرید کو پھر بن دامن غلام
 بنا دیا۔ دنیا کی ہر دولت و عزت پر بالآخر حضرت کی ہم کابی کو
 ترجیح دی۔ مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوش تر
 کہ ذل و جور و جفلے تو عز و جاہ من است

۱۵۔ سحر اس رقم آزادی کو کہتے ہیں جس میں آقا لکھ دیتا ہے کہ اس کا غلام
 اس قدر رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا ۱۲

یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جب عیسائی دنیا کو خواب و خیال میں
 بھی یہ باتیں دکھائی نہیں دیتی تھیں ۔ +

حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو بھی اس آزد شدہ غلام سے
 بہت محبت تھی۔ یہاں تک کہ نسب کا غرور و نخوت مٹانے
 اور مساوات کی مثال قائم کرنے کے لئے آپ نے اپنی پھوپھی زاد
 بہن حضرت زینب کی شادی آپ سے کر دی۔ اس طرح عملاً
 دنیا کو دکھلادیا کہ ایک غلام بھی (اگر اس میں تقویٰ اور
 قابلیت ہو تو) ایک اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان کا رکن بن سکتا ہو۔
 یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ یہ وہ عظیم الشان واقعہ ہے جس کا
 تذکرہ خود خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ حضرت
 زینب اس شادی سے خوش نہیں تھیں اس لئے طلاق دلوادی
 گئی۔ اور حضور انور نے ان کو اپنے عقد میں لے لیا۔ کیا کبھی
 اس کے رازِ حقیقت پر غور کیا گیا؟ ہاں۔ یہی وہ شاندار

مثال ہو جو اخلاقی حیثیت سے دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔
 اس میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے
 کہ مساوات کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً پیش کیا۔
 حضرت زید جو غلام تھے اور جن کو یہ خیال تھا کہ بسبب غلام
 ہونے کے کوئی شریف اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے نہیں کرے گا۔
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بھوپھی زاد بہن سے
 شادی کر کے ان کی بددلی دور کی اور اس طرح ثابت کیا کہ
 ان باتوں کا خیال بالکل غلط ہے۔

حضرت بلالؓ حضرت صہیبؓ رومیؓ حضرت خیابؓ بنی اللاتؓ
 حضرت عمارؓ (رضی اللہ عنہم) وغیرہم کے متعلق جو آواز و فصدہ
 غلام تھے اور جن کے نام سردار ان قریش کے پہلو بہ پہلو
 لئے جاتے ہیں ان کو ہم کیا جانتے ہیں؟ ان کے خادمان کا
 ہمیں کیا پتہ ہے؟ ہم صرف اسی قدر جانتے ہیں کہ وہ مسلمان

تھے اور بس۔ ان میں کوئی بھی ایسا تھا کہ نفوذ باللہ ذرہ بھی
 نفرت یا حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا، مویا اس زمانہ کا کوئی
 مسلمان خواہ وہ کتنا ہی بڑا مشائخ، کتنے ہی بڑے پایہ کا ولی،
 کتنا ہی بڑا عالم اور کتنا ہی بڑا دولت مند اور ذمی عزت ہو،
 ان حضرات کا مقابلہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہی؟ ہرگز نہیں
 بلکہ بہتر سے بہتر شخص ان غلاموں کا غلام ہونا اپنے لئے
 فخر سمجھتا ہے۔ ❦

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ (ذرا نبوی کے موزن)
 ایک حبشی اور اُمیہ بن خلف کے غلام تھے۔ ان پر قریش نے
 بہت ظلم کیا تھا لیکن آپ نے اسلام سے منہ نہ موڑا۔ حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بزرگی کا
 لحاظ کر کے فرماتے تھے ❦

بلال سیدنا و مولیٰ سیدنا

یعنی

بلال ہمارے آقا ہیں اور ہمارے آقا کے آزاد کردہ ہیں
آج تیرہ سو سال گزر گئے مگر مسلمانوں کے دلوں میں اس حبشی
غلام کی جیٹھی اور جس قدر احترام ہو وہ انہیں شمس ہو اور ہر دیندار
مسلمان آپ کی غلامی میں خود کو منسوب کرنا فخر اور ذریعہ نجات سمجھتا ہو
۵ اے غلام شاہ! اک دنیا ہو اب تیری غلام

تجھ پہ صدقے ہیں مسلمان لے پرستار رسولؐ

جب اپنے اپنی شادی کی خواہش ظاہر کی تو قریش کے اعلیٰ سے
اعلیٰ خاندان کے لوگ اپنی لڑکیوں کو آپ کے عقد میں دینے کے لئے
تیار ہو گئے حضرت بلالؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروقؓ یہ لکھ
افسوس کرتے تھے کہ آج ہمارا آقا اس دنیا سے چل بسا ۵

عمر فاروقؓ میں جس دن کہ ہوئی انکی وفات یہ کہا حضرت (فاروق) نے بادیہ تر

اٹھ گیا آج زمانہ سارا آقا! اٹھ گیا آج نقیب چشمِ پیغمبر!

اس مساوات پہ ہر معشر اسلام کو ناز

نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

فتح کہ کے دن حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت

پر چڑھ کر اذان دین تو بعض حضرات کو یہ انتخاب بُرا معلوم ہوا جب

حضورؐ صلعم نے سنا تو فرمایا ”اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر میرا دیا

جائے اور حق کے ساتھ تم پر حکومت کرے تو اُسکی تابعداری کرو“

جناب بنی الامیہ، ام انمار کے غلام تھے۔ جب آپ اسلام

لائے تو قریش نے ان پر بڑا ظلم کیا، انھیں آگ پر لٹایا گیا لیکن

آپؐ نے سرور کائنات کی محبت نہ چھوڑی۔ آپؐ کی عزت بھی مسلمانوں

کے دلوں میں وہی ہو جو کسی بڑے صحابی کی ہو سکتی ہو۔

صہیبؓ رومیؒ بھی ایک غلام تھے۔ جن کو جناب عبداللہ بن

جدعانؓ نے خرید کر آزاں کیا تھا۔ حضرت عمرؓ جب آپؐ کو دیکھتے

تو فرماتے نعم العبد صہیب لولہ خیف اللہ لمریعمہ (یعنی
 صہیب اللہ کا کیسا نیک بندہ ہو! اگر خوف عذاب نہ تھا جبھی
 اسکی فطرت بدی پر مائل نہ ہوتی) آپ ہی نے حضرت عمر فاروق کی
 نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ فاروق اعظم کو عین نماز کے وقت کسی
 بد قسمت نے خنجر مارا تھا جب آپ نماز پڑھنے سے مجبور ہوئے تو
 حضرت صہیب ہی کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک فارسی غلام تھے۔ جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے
 متعلق فرماتے کہ سلمان من اہل البیت (سلمان ہم اہل بیت میں ہیں)
 اللہ اللہ وہ کیسا متبرک شخص تھا جسکی شان میں امیر المومنینؑ نے یہ جملہ
 فرمایا جس غلام کی شان میں شیر خدا یہ فرمایا کرتے اس کے متعلق ایک معمولی
 عقل والا شخص بھی خیال کر سکتا ہو کہ اس غلام کی عزت مسلمان کتنی کرتے
 ہونگے اور اسوقت بھی اسکی وقعت کس قدر ہوگی۔

سرچشمہ ہدایت حضرت امام بن بصری کو کون نہیں جانتا؟ آپ کو

محدثین، فقہاء، صوفیائے کرام، سب ہی اپنا امام اور پیشوا مانتے
ہیں، ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلمہؓ کی لونڈی تھیں۔ ۛ

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد مبارک میں فتح ایران کے بعد بہت غلام
اور بہت سی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ ان میں ایران کی تین شہزادیاں
بھی تھیں جن کو فاتح خیبر جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خرید کر ایک اپنے چھوٹے صاحبزادے
حضرت امام حسینؑ، ایک حضرت محمد بن ابی بکرؓ، اور ایک جناب
عبداللہ بن عمرؓ کو دیدیا۔ ان تینوں کے بطن سے تین صاحبزادے
پیدا ہوئے ① حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام حسینؑ

② حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ③ حضرت سالم بن عبداللہ بن
کون نہیں جانتا کہ ان میں کا ہر بزرگ علم و ہدایت کا ایک سر شمشیر تھا
حضرت امام زین العابدینؑ کو ہر شخص جانتا ہے کہ انکی کیا عزت تھی ۛ

هَذَا الَّذِي يَعْرِفُ الْبُطْحَاءَ وَطَعَتْهُ
الْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْجِلْدُ وَالْحَسَمُ

(یہ فرزدوق شاعر کا شعر ہے جو اس نے حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام

سیرین کسی لڑائی میں گرفتار ہو کر آئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حصہ ملے
 حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مقررہ کام لینے کے بعد آزاد کر دیا تھا۔ آپ کی شادی
 حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی صفیہ سے ہوئی تھی۔ اس نکاح
 میں حضرت ابی بن کعب جیسے غازیان بدر شریک تھے اور
 آپ ہی نے نکاح پڑھایا تھا۔ اور سونوب صفیہ کو دلہن بنایا
 جارہا تھا اسوقت تین اہمات المؤمنین ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 موجود تھیں اور اپنے ہاتھوں سے صفیہ کو دلہن بنانے میں مدد
 کی تھی۔ آپ تھیں تبوا کہ غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ مسلمانوں
 کا کیسا سلوک تھا۔ کیا بیروان صلیب بھی کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں
 کینز اور بانو تھیں آپ میں ایسی بے زمانہ بین مان جانی بہنیں بن جیسی
 ابن سیرین کو کون نہیں جانتا؟ ابن سیرین بہت بڑے معتبر
 محدث اور معبر خواب گزے ہیں۔ آپ کی عبادت و زہادانہ زندگی
 کے حالات تاریخوں کی زینت ہیں۔ یہ ابن سیرین اسی غلام

سیرین کے فرزند تھے۔ کیا غلام کے فرزند ہونے سے ذرا بھی انکی عزت
میں فرق آیا؟ برگزینین بلکہ ہر شخص اپنی آنکھوں پر بٹھانا اور آپ کی
عزت کو نابینا فخر سمجھتا تھا۔

مشہور بزرگ ابو عبد الرحمن حضرت عبداللہ بن مبارک
مبارک نامی ایک غلام کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امام مالک
اور امام احمد حنبل کے پاس کے بزرگ ہیں۔ حنفیہ آپ کو مجتہدین میں شمار
کرتے ہیں، مالکیہ علماء مالکیہ میں اور محدثین اپنے گروہ میں شامل کرتے ہیں۔
حضرت خلیفہ ثانی کے زمانہ میں بڑے بڑے اہل کمال پیدا ہوئے
حضرت عکرمہ جو ائمہ حدیث میں شمار کئے جاتے ہیں، ایک غلام
تھے۔ آپ کو حضرت عبداللہ بن عباس نے افتاء و روایت کی اجازت
دی تھی۔ اور ائمہ مفسرین میں اعلیٰ درجہ آپ کا ہے، حضرت امام مالک
شیخ الحدیث ایک غلام تھے جن کا نام حضرت نافع تھا جو حضرت عبداللہ
ابن عمرؓ کے غلام تھے۔ محدثین کی جماعت کثیر کے نزدیک سلسلہ ائمہ

کی دو کڑیوں کو ملانے والی تیسری کڑی یہی نامور غلام ہے ۔
 اسلام نے کسی کی دل آزاری اور دل شکنی کو بہت بُری نگاہ
 سے دیکھا ہے اور اس کو بدترین جرم قرار دیا ہے۔ ایک اندھے کو
 اندھا کہنا سخت ترین بد اخلاقی سمجھی گئی ہے اور اُسکے لئے لفظ ”بصر“
 کہا گیا ہے۔ حالانکہ لغت کے اعتبار سے ”بصر“ کے معنی دیکھنے والے
 کے ہیں۔ اسی طرح ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلیعہ فیہ
 غلاموں کو لفظ ”غلام“ کی جگہ ”بچہ“ کا لفظ استعمال کرنے کا
 حکم دیا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اپنے آقا کو ”خداوند“ کہہ کر پکارا
 کریں بلکہ ”آقا“ کہہ کر پکاریں۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ”غلام“
 کہہ کر پکارتا تو آنحضرتؐ کو بہت ملال ہوتا ہے ۛ

لفظ ”مولیٰ“ آقا کے لئے مخصوص ہے مگر اس کا غلام کے معنوں میں
 استعمال ہوتا ہے۔ لہذا وہی مطلب ہے جو انیسویں آیت کے معنی میں ۱۳

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کا بہت خیال تھا۔
آپ نے بت مرگ پر اس جماعت کو ان لفظوں میں یاد فرمایا۔

غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا کرنا

حضور کا بت مرگ پر امت کو غلاموں کے حقوق اور نگہداشت
کی تاکید فرمانا مقدس مذہب اسلام کی صداقت کی اتنی بڑی
دلیل ہے کہ جسکی مثال دنیا میں ڈھونڈنے نہ ملے گی۔ ایک مریض
شہنشاہ سفر آخرت کی تیاری کو نہ رہے۔ کہ **وَلَا تُحْرِقُوا خَيْرَکُمْ**
مِنَ الْاَوْحَالِ اور اگر وہ مغموم و محزون سرفروشن کا جھگڑا
ہے، مریض بھی ایسا مریض جسکے ایک جنبش لب پر سائے لوگ اپنا
تن من و حق سب کچھ قربان کر دینے کو تیار اور جس کی ایک دینی
خواہش یہ دنیا کی ساری نعمت اکٹھا ہو سکتی تھی، اپنے عزیزوں
اور اپنے پر و افون کی آیت الیٰ مصیبتوں تکلیفوں اور پریشانیوں کا

پورا اندازہ فرما رہی، لیکن جب اسکی مقدر ہزاروں کوٹھڑی
حرکت ہوتی ہے تو بجائے اسکے کہ وہ اپنی بڑبڑ، سپہ خانان
اور کنبہ والوں کی سفارش اور نگہداشت کی ہدایت کرے،
قوم کو اس بیکس جماعت کی نگہداشت اور حقوق کی حفاظت
کی تاکید فرماتا ہے۔ جس کا وجود خود اسکی ذات سے پہلے وجود
سمجھا جاتا تھا، جس پر طرح کا تشدد مالک اور آقا کا قدرتی
حق تسلیم کر لیا گیا تھا اور جس کی موت اور زلیست تک اسکے
مالک کی مرضی پر موقوف تھی۔

کہان بین مخالفین اسلام آئین اور ہم کو ایک بھی ایسی مثال
بتلائیں۔ خدا اگر ان کے دلوں میں ایک ذرے کے برابر بھی
عقل و انصاف کا جذبہ ہو تو اسلام کے ان شاندار واقعات
کو غور کریں اور پھر اسلام کی صداقت کو پرکھیں۔ +
ایک بار ایک شخص نے آقائے نامدار سے دریافت کیا کہ

ہم اپنے غلاموں کا کتنی بار قصور معاف کیا کریں حضرت خاموش رہے۔ دوبارہ اس شخص نے یہی سوال کیا مگر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی جب تیسری بار دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا۔
”ہر روز ستر بار معاف کیا کرو“

عن النبیؐ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسمعوا واطیعوا وان استعل علیکم عبدکم حبشی کان راسہ ذبیقہ (یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) سنو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی امیر مقرر کیا جاوے اور وہ غلام بھی ایسا ہو کہ اس کا سر منقہ کے مانند ہو (یعنی چھوٹا گنجا اور بد صورت)۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

ان امیر علیکم عبدکم جمع یقوم کہ بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا یعنی اگر تم پر بکتاب اللہ اور جلالہ بھی امیر نہ لایا جائے اور وہ

اللہ کی کتاب کے موافق حکم کرے تو اس کا کہا سنو اور اطاعت کرو
 ایک بار حضرت ابوسعود رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو کوڑے مار رہے تھے
 اس وقت سرکار رسالت مآب ادرست گزرے اور دیکھ کر فرمایا کہ
 ”اے مسعود! اور یافت کر، جتنا تو اس غلام پر
 قادر ہے اس سے زیادہ خدا تجھے قادر ہے“
 حضرت مسعود نے فوراً ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ”یہ غلام آزاد ہو“
 حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر تو آزاد کرنا تو تجھ کو دوزخ کی آگ جلاتی ہے۔
 ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری نے اپنے غلام کو کالی سی حضرت فرمایا
 ”تم میں اب تک جہالت کی بوباتی ہے؟ تمہارے غلام
 تمہارے بھائی بن یعنی آدم کی اولاد ہیں اور تمہارا
 خد متنگار بن۔ خدا نے انکو تمہارے قبضہ میں دیا ہے
 یعنی انکا مالک بنایا جو پس کسی کا بھائی اسکی ملک میں

ہو تو جو خود کھائے اسے کھلائے اور جو خود پہنے
اُسے پہنائے۔ اُس پر ایسا بوجھ نہ ڈالے جو اُسے
وباؤ لے اور اگر ایسا کرے تو خود بھی اُسکی مدد کرے“

اسکے بعد سے حضرت ابوذرؓ اپنے غلاموں کو وہی کھلاتے جو خود کھاتے
جو خود پہنتے وہی اُن کو پہناتے اور اسقدر ہمہ سہی رکھی کہ کسی کو آقا
و غلام میں کوئی فرق نظر نہ آتا۔ ۛ

سردار کائنات نے اپنی آخری فوجی مہم حسینؑ حضرت ابو بکر حبیبہؓ
حضرات موجود تھے، حضرت اُسامہؓ کی سرداری میں بھیجی تھی، جو
آپ کے غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے تھے۔ چند لوگوں کو یہ بات ناگوار
معلوم ہوئی تو حضرت صلعمؓ نے فرمایا: ”تم لوگ پہلے زیدؓ کی سرداری
پر بھی طعن و طنز کر چکے ہو حالانکہ وہ اس کام کا اہل تھا اور اب
اُسامہؓ سردار بنایا گیا ہے اور وہ اس کا اہل ہے۔“

ابتداءً اسلام میں اکثر وہ سردار جن کے دماغ میں تکبر بھرا ہوا تھا حضور
 کی صحبت اختیار کرتے اور کہتے کہ ایک ایسی مجلس اور ایک ایسا دین جس میں
 آقا غلام امیر و غریب کسی میں کچھ فرق نہ ہو ہمیں گوارا نہیں اور حضور
 شلوہ کرتے کہ آپ کی صحبت میں ادنیٰ نہ کیئے اور میلہ کچیلے لوگ بیٹھا کرتے
 ہیں مشکل ہے کہ ان کے ساتھ ہم لوگ بھی بیٹھا کریں (حضرت بلال و غیرہ
 کی طرف اشارہ تھا) حضرت کے دل میں خیال آیا کہ کچھ دنوں کے لئے انکی
 صحبت اختیار کریں تاکہ شرفائے قریش کو میری پسند و نصیحت
 سننے کا موقع ملے اور وہ ایمان لائیں مگر فوراً وحی نازل ہوئی کہ
 دلائلہ الذین یدعون ربہم بالغداۃ والغشی
 یریدون وجہہ۔ (یعنی) اور نہ ہٹاؤ اپنے پاس ان لوگوں کو
 جو صبح و شام اپنے پروردگار دعا کرتے ہیں اور اسکی رضا مندی چاہتے
 ہیں آنحضرت قبضہ میں جب کبھی کوئی غلام آتا آپ فوراً آزاد کر دیتے۔
 کسی شخص نے لکھا ہے کہ آپ نے تین سو تیس غلام اور گیارہ لونڈیوں کو

آزاد کیا۔ آپؐ فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اس کے
 اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کر نیوالے کے ہر ایک عضو کو آگ سے بچا دے گا۔
 ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا مجھے وہ عمل بتائیے
 جو جنت کے نزدیک اور دوزخ سے دور کرے۔ آپؐ فرمایا غلام کو آزاد کرنا۔
 ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلعم نے اُن تمام غلاموں کو
 جو آپؐ کے پاس محاصرہ طائف کے روز آئے آزاد کر دیا۔ *

جنگ حنین کے بعد دشمن کے مفور لوگوں نے قلعہ طائف میں پناہ لی
 جس کا محاصرہ آنحضرتؐ صلعم نے کر رکھا تھا۔ آپؐ یہ اعلان شائع کیا
 کہ جو غلام قلعہ سے آپؐ کے پاس آئے گا وہ آزاد کر دیا جائیگا جناب کے
 اس اعلان سے بہت سے غلاموں نے فائدہ اٹھایا۔

اس تعلیم کا اثر حضرت صلعم ہی تک محدود نہ تھا بلکہ آپؐ کے بعد بھی ایک
 مدت تک یہ اثر آپؐ کی سادہ قائم رہا حضرت عمر فاروقؓ مساوت
 کے اس قدر دلدادہ تھے کہ آپؐ آقا اور غلام میں کوئی فرق رکھنا

پسند نہیں فرماتے۔ یہاں تک کہ جب آپ نے مجاہدین غیرہ کی تنخواہیں
مقرر کیں تو ان کے غلاموں کو بھی برابر تنخواہیں دیں اور اسی طرح
ہرات میں مساوی حقوق دیا کرتے تھے۔ عمال کو برابر غلاموں کی
خرداری کرنے کی ہدایت فرماتے۔ اگر کوئی غلاموں کی عیادت کو نہ جاتا
تو آپ اُس پر بہت غصہ ہوتے بلکہ مغزول بھی کر دیتے۔ سرداران فوج
کو آپ نے حکم دیا کہ اگر کوئی غلام کسی قوم کو امان دیدے تو وہ
امان تمام مسلمانوں کی طرف سے سمجھی جائیگی۔ ❦

آپ غریب غلاموں کے ساتھ کھانا تناول کرتے اور فرماتے۔
”خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو غلاموں کے ساتھ کھانے کو عیب سمجھتے ہیں۔“
آپ سفر میں غلاموں کو برابر کا حق دیتے و واقعہ کون نہیں جانتا جب حضرت
عمر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس جا رہے تھے۔ ساتھ صرف ایک
لوٹ تھا اور ایک چادر۔ اتفاقاً وہ غلام کے بعد دیکر سہاواہ ہوتے اور چادر
اڑھتے تھے۔ اتفاق سے جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو غلام کی بارگاہی

تھی۔ غلام نے ہر چند عرض کی کہ یا امیر المومنین! شہر زدیک کیا ہوا اونٹ پر آپ سوار ہو جائیں۔ آپ نے انکار کیا اور شہر میں اس طرح داخل ہوئے ہیں کہ اونٹ پر آپ کے غلام سوار اور آپ خود پیدل اونٹ کی ہمار تھامے چلے آ رہے ہیں۔ وہ لوگ جو خلیفہ کے استقبال کو آئے تھے۔ آپ کے اس عدل کو دیکھ کر انگشت بزدان ہو گئے۔ اور حضرت امیر المومنین کو اس حال میں دیکھ کر بہت سے لوگ مشرف یہ اسلام ہوئے۔ ❖

سبحان اللہ یہ تھا سلوکِ سلاطین کا غلاموں کے ساتھ کیا تالیخ کوئی دوسری نظیر ایسی پیش کر سکتی ہی ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں ایسی پیارا شان آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔ یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم تھی۔ ❖ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی وفات کے وقت جب منصبِ خلافت کے مسئلہ کو مجلس شوریٰ میں پیش کیا تو فرمایا کہ اگر سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ موجود ہوتے تو میں انھیں کو خلافت کے لئے نامزد کر جاتا۔ ❖

تم جانتے ہو سالم کون تھے جن کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کے خیالات

ایسے تھے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا امیر بنانیکے لئے آمادہ اور تیار رہے۔ ان کا شمار اکابر صحابہ میں ہے۔ تم نے خیال کیا ہوگا کہ وہ خاندان قریش کے کسی معزز گھرانے سے ہونگے۔ نہیں وہ حضرت ثبیبہ کے (جو قریشی سردار ابو حذیفہ کی بیوی تھیں) غلام تھے۔ ابتدائے اسلام میں آقا و غلام دونوں اسلام کے حلقہ غلامی میں شامل ہوئے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ثبیبہ نے حضرت سالم کو آزاد کر دیا اور حضرت حذیفہ نے اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے شادی کر دی۔ حضرت سالم مسجد قبلہ کے امام مقرر ہوئے تھے جنکے بچے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے جلیل القدر حضرات اکثر نماز پڑھا کرتے تھے۔ دیکھو غلاموں کے ساتھ مساوات برتنے کا کیسا جرات انگیز نمونہ ہے۔ کیا تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟

ایکبار قریش کے چند سردار جن میں ابو سفیان بھی تھے۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ صہیبؓ می اور حضرت بلالؓ وغیرہ بھی اسی غرض سے وہاں تشریف لائے گئے تھے، حضرت امیر المومنین نے سب پہلے

حضرت بلالؓ کو بلایا اور دوسرے سردارانِ قریش بیٹھے رہے۔ ابو سفیانؓ کو
یہ بات خبری معلوم ہوئی۔ انھوں نے دوسرے سرداران کو کہا کہ دیکھو، لوگ
یہاں بیٹھے ہی رہ گئے اور غلاموں کو اندر جانے کی اجازت نہ ہو گئی۔
ان میں ایک حق شناس تھے۔ انھوں نے کہا کہ یہ اپنا قصہ بد بلالؓ کو
اس کا فخر ہو کہ انھوں نے ہم لوگوں کے لیے اسلام قبول کیا۔
ایک واقعہ حضرت عمر فاروقؓ کا اور سنو۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ
کو تقسیم اموال میں حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے کم حصہ ملا اس پر حضرت عبداللہؓ
نے امیر المومنین سے شکایت کی کہ ایک غلام زادہ کو ہم پر ترجیح دیجاتی
ہو مگر کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔

جب امیر المومنین حضرت عمرؓ نے مصر کی فتح کا ارادہ کیا تو اول صالح کا بیٹا
دیکر ایک فدحاکم مصرؓ کو بھیجا جس کا سردار عبادہؓ کو قرار دیا جو حبشی تھے
جب یہ فدحاکم مصر کے سامنے آیا تو اس نے کہا کہ اس حبشی کو بھانڈو انھوں نے
کہا کہ یہی سارا سردار ہو اور جو کچھ یہ کہیگا اور کرے گا اسکے ہم پابند ہیں۔

حاکم مہر حق ہوا اور پوچھا کہ تم نے ایک حبشی کو اپنا سردار کیونکر بنالیا انکو
 کہا ہمارے درمیان قومیت یا رنگ پر عزت نہیں بلکہ فضیلت پر ہی اور یہ
 حبشی ہم سب میں افضل الراے ہے ۔ *

جب اسلام نے غلاموں کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا شروع تو کون ایسا صریحہ
 دین بخود اسلام اور پاک اسلام پر اسکا الزام لگا سکتا ہو کہ اس رسم
 غلامی سے انسانی حریت کو چھین لیا ہو۔ اس غلامی پر اگر دنیا کی بادشاہی
 قربان کر دیکجا جب یہی اسکی برابری نہیں ہو سکتی۔ کون نہیں جانتا کہ
 سیکتگیں غلام تھا اور اُسے فرمان روائی کی مجموعہ قوی اسکا بیٹا
 تھا جو دنیا کا عادل و نامور بادشاہ تھا قطب الدین ایک شمس الدین
 التمش، غیاث الدین بلبن وغیرہم سب سب غلام تھے مگر مسلمان تھے
 بادشاہ تھے۔ یہ اسنام ہی کی خولہ ہے کہ اسکے غلام بادشاہی کرتے ہیں
 اسی دوسری قومیت اسکی نظیر نہیں۔ تباہی کھینچ آبادی اسی کا نام ہے
 یہ تو دغلامی ہے جسکے صدقہ میں مظلوم کتنے شہنشاہ پیدا ہو گئے ۔

تذکرہ غلامی قومی تو ۱۰ رسم

ہر جا کہ رسم پادشاہی

علامہ ابن کثیرؒ کی مشہور تفسیر، جسکی مشہور کتاب مقدمہ ابن الصلاح اصول حدیث میں
 ذکر ہے کہ اس کتاب مانی جاتی ہے، اس بار میں امام زہری اور بادشاہ وقت عبدالملک
 کا ایک مکالمہ باسند نقل کیا ہے جو سکواہم بیان ظہرین کی پوچھی کیلئے درج ذیل کرتے ہیں۔
 زہری کہتے ہیں کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے
 پوچھا کہ زہری یا تم کہاں سے آتے ہو؟

زہری۔ کہ سے۔ ع۔ یمن کا سردار کون ہے؟

عبدالملک۔ خرموان کسکو سردار پوچھا؟ ع۔ طاؤس بن کسان ہیں۔

زہری۔ عطا بن رباح کو۔ ع۔ عرب ہیں یا عجمی (غلام)؟

ع۔ عطا بن رباح عرب ہیں یا غلام عجمی؟ ع۔ عجمی غلام۔

ع۔ غلاموں سے ہیں۔ ع۔ غلام سردار و پیشوا مسلمانوں کا کیونکر ہو

ع۔ عطا غلام ہو کر سردار و پیشوا کیونکر ہو گیا۔ ع۔ جو سچے عطا بن رباح سردار پیشوا ہو کر

ع۔ بالذات نیت والو بیتہ۔ دینداری اور ع۔ ضرور ایسا ہی مناسب ہے۔

ع۔ یقیناً تم نے اس کا جواب دیا ہے۔ ع۔ زہری! امیر و لوگام سردار و پیشوا کیونکر؟

ع۔ اہل الدین بیتہ والو بیتہ یعنی ان سے ع۔ زید بن یسید۔

ع۔ زید بن یسید کی وجہ سے ع۔ زید بن یسید کی وجہ سے

۴ اور اس کا کون ہے جو خدا کی نجات کو کلام سردار و پیشوا کوں کا اور جو ضلالت کر جائیگا۔ *

نر۔ غلام ہیں

ع۔ اور شام والوں کا پیشوا کون ہو؟

نر۔ مکمل ہیں۔

ع۔ غلام ہیں یا عرب۔

نر۔ غلام ہیں۔ نو بنی قوم سے قبیلہ

ہزلی کی ایک رشتہ انھیں آزاد کیا تھا۔

ع۔ اہل جزیرہ کی سرداری کس سر ہے؟

نر۔ میمون بن مہران کے۔

ع۔ میمون غلام ہے یا عرب؟

ز۔ غلام ہیں۔

ع۔ خراسان والوں کا سردار کون ہو؟

نر۔ ضحاک۔

ع۔ ضحاک عرب ہیں یا غلام۔

نر۔ غلام ہیں۔

ع۔ اہل بصرہ کا سردار و پیشوا کون ہو؟

نر۔ جن بن ابی الحسن ہیں۔

ع۔ غلام ہے یا عرب۔

نر۔ غلام ہیں۔

ع۔ کوفہ کی سرداری کس کے سر ہے؟

نر۔ ابراہیم نخعی کے۔

ع۔ عرب ہیں یا غلام۔

ز۔ غلام ہیں۔

ع۔ ویل تک۔ او زہری اتم نے میرد لگی کر

کھول دی خدا کی قسم عرب کی سرداری کلاہرا

غلاموں کے سردار اور غلام لوگ عرب کے پیشوا اور

سردار بن گئے۔ یہاں تک انھیں کچھ مبروں کے

پڑتے جلتے ہیں اور عرب نیچے بہتے ہیں۔

ز۔ نعم۔ یا امیر المومنین! اذا ہوا احرا

و دینہ من حفظہ سادہ من ضیع سقط

(یعنی ان۔ او امیر المومنین یہ اللہ کا حکم)

اسلامی مسائل

یہ کتاب لوی محمد حفیظ اللہ صاحب سکرٹری مسلم ایسوسی ایشن
پھلوری شریف کی تصنیف ہے جس میں نہایت خوبی کے
ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ

مسئلہ

ذات پات کے جھگڑے اور ان غلط قیود سے پاک صاف ہے
جو دوسرے مذاہب کی ترقی میں باج ہیں۔ علمائے کرام اور
رہنمایان عظام نے اس کتاب کی نسبت بہترین خیالات ظاہر
فرمائے ہیں اور نیز تمام اہل قلم حضرات نے بہترین تبصرہ فرمایا ہے
کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی نفیس قیمت باوجود ان خوبیوں کے ۸۰ روپے
ڈاٹھ آنے

عبد الغنی

جنرل سکرٹری انجمن تعلیم الاطفال

پھلوری شریف